۴۵واں باب

نبوت کا پانچواں سال (جاری)

قحط سے نڈھال اہلِ مکّہ کو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ایمان کی دعوت

۴۵ واں باب

قحط سے نڈھال اہلِ مکّہ کو قرآن اور پیغمبر ﷺ پر ایمان کی دعوت

اہلِ مکّہ کی سرکشی کو روکنے کے لیے نبی رحمت ﷺ قحط کی دعا کرتے ہیں

صاحبِ تفہیم القرآن کے مطابق جب کفار کی مخالفت شدید سے شدید تر ہوتی چلی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! یوسف علیہ السلام کے زمانے میں پڑنے والے قحط جیسے ایک قحط سے میری مدد فرما۔ نبی ﷺ کا خیال تھا کہ جب قریش پر مصیبت پڑے گی تو انھیں اللہ یاد آئے گا اور ان کے دل اُس کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے یہ بددعا پانچویں سال کے آغاز میں کی ہو گی، جس کے نتیجے میں ہونے والی خشک سالی اور قحط کے نتائج اب سال کے آخر میں نظر آ رہے ہوں، اس دعا کی وجہ سے علاقے میں ایسا قحط پڑا کہ لوگ چیخ پڑے۔ سردارانِ قریش جن میں ابو سفیان بھی شامل تھے، رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی قوم کو اس بلا سے نجات دلانے کے لیے اللہ سے دعا کی درخواست لے کر آئے [105] ہیں۔ اس موقع پر جبریلِ امین اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ سورۃ لے کر آئے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اِس موقع پر روح الامین ؑ کیا پیغام لے کر آئے ہیں۔

۶۲: سُوْرَۃُ الدُّخَان [۴۴ — ۲۵: الیہ یرد]

قرآن محمد ﷺ کی تصنیف نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے

قحط پر بات کرنے سے پہلے قریش کو چاہیے کہ جانیں اور گواہی دیں کہ یہ قرآن محمد ﷺ کی تصنیف نہیں ہے۔ اس کتاب کا اندازِ بیان اور مضامین کہہ رہے ہیں کہ یہ کسی انسان کی نہیں بلکہ

[105] دیکھیے 'زمانہ نزول'، سورۃ الدخان، تفہیم القرآن۔

خالقِ کائنات کی نازل کردہ کتاب ہے جو اُس نے اپنے رسول کے ساتھ بھیجی ہے اللہ کی سراسر رحمت ہے۔ قحط کے ماروں کو سمجھایا جارہا ہے کہ اللہ کی ربوبیت و رحمت کا تقاضا صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ تمھیں صرف رزق بہم پہنچائے، تم قحط سے پریشان ہو کر رزق کے لیے اللہ کے آگے جھک گئے ہو آخر اُسی نے تو تمھاری رہ نمائی کا بھی انتظام کیا ہے۔ اسی رہ نمائی کے لیے اس نے اپنی کتاب کے ساتھ تمھارے پاس اپنا رسول بھیجا ہے، تم اُس کا دیا ہوا رزق شوق سے کھاتے ہو اور نہ ملنے پر بلک بلک کر مانگتے ہو، زندگی گزارنے کے لیے رہ نمائی کیوں نہیں مانگتے، بغیر مانگے جو رسول کے ذریعے مل رہی ہے اُس کو ٹھکرا رہے ہو! کیا رزق دینے والی ہستی کوئی اور ہے اور ہدایت دینے والی کوئی اور!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حٰمٓ قسم ہے واضح کر دینے والی کتاب کی کہ ہم نے اسے ایک بڑی بابرکت شب میں اتارا ہے، یہ اس لیے کہ ہم لوگوں کو گم راہی میں زندگی گزارنے کے برے انجام سے ڈرانا چاہتے تھے، اس رات میں ہم ہر معاملہ issue پر اپنی حکیمانہ پالیسیز کا اجرا کرتے ہیں۔ تمھارے رب کی رحمت نے تمھاری قوم کی جانب ایک رسول بھیجنے کا فیصلہ کیا، پس وہ تمھیں بتاتا ہے کہ اگر تم لوگ واقعی یقین رکھنے والے ہو تو جانو کہ بلا شبہ اللہ ہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے، آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک، اور اُن کا انتظام کرنے والا اور اُن تمام چیزوں کا بھی جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں، سو جان لو کہ اُس ایک اکیلے اللہ کے سوا کوئی اور ہستی لائقِ عبادت نہیں ہے۔ وہی حیات بخشتا ہے اور وہی موت سے دوچار کرتا ہے، وہی جو تمھارا پالن ہار اور تمھارے آباو اجداد کا جو اس دنیا سے، تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ [مفہوم آیات ۱ تا ۸]

اے انکاریو! تم سے بدلہ لیا جائے گا (مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر!)

اس تمہید کے بعد اس قحط پر گفتگو ہے جو اس وقت اہلِ مکّہ کو درپیش تھا۔ قحط کے ماروں سے توقع پوری ہوتی نظر آرہی تھی کہ شاید ایمان کی طرف پلٹنے کے بارے میں سوچیں گے، بڑے بڑے کٹّر دشمنانِ حق بھوک سے بلبلا اٹھے تھے کہ پروردگار، یہ عذاب ہم پر سے اُٹھا لے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ ایک طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ یہ حق ناشناس ایسی مصیبتوں سے کہاں ہوش میں آنے والے ہیں، دوسری جانب کفار سے کہا ہے کہ تم نِرے جھوٹے ہو کہ یہ عذاب تم پر سے ٹال

دیا جائے تو تم ہمارے فرستادے محمد ﷺ کی بات اور دعوت کو قبول کرلو گے۔ لو ہم اِس کو ہٹائے دیتے ہیں، ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ تم اپنے قول کا کتنا پاس کرنے والے ہو! تمھارے سر پر تو شامت کھیل رہی ہے، اس ہلکے پھلکے قحط سے تم بھلا کیا سبق لو گے؟ بس، پھر اس کے سوا تمھیں سبق پڑھانے کا کیا طریقہ ہو کہ فیصلے کے روز ہم تم پر زور دار چوٹ لگائیں ہلکی چوٹوں سے تمھارا دماغ درست ہونے والا ہی نہیں ہے...... مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر!

> مگر افسوس کہ اس یاد دہانی کے باوجود ان لوگوں کو ان باتوں کی حقّانیت کا یقین نہیں ہے بلکہ یہ اپنے شکوک و شبہات کے ساتھ کھیل میں مشغول ہیں۔ ٹھیک ہے یہ اُس دن کا انتظار کریں جب آسمان دھوئیں سے بھر جائے اور دھواں[۱۰۶] لوگوں پر چھا جائے...... یہ ہے دردناک سزا۔ اب کہیں گے کہ: اے ہمارے پروردگار! یہ عذاب ہم پر سے ٹال دے، ہم ایمان لاتے ہیں۔ اب ان کے لیے نصیحت پکڑنے کا موقع کہاں باقی رہا؟ ان کا حال تو یہ ہے کہ ان کے پاس حق کو واضح کر دینے والا رسول آ گیا مگر انھوں نے پیٹھ پھیر لی اور کہا کہ یہ تو سکھا پڑھا کر مجنون بنایا گیا ہے، اگر ہم تم پر سے تھوڑا سا عذاب کم کر دیں تو تم ایسے نامراد ہو کہ پھر وہی کچھ کرو گے جو پہلے کر رہے تھے۔ بس پھر اس کے سوا کیا انجام ہوگا کہ روزِ مقرر ہم تم پر زوردار چوٹ لگائیں گے اور یہ وہ دن ہوگا[۱۰۷] کہ جب ہم تم سے بدلہ لیں گے! اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿١٦﴾ [مفہوم آیات ۹ تا ۱۶]

فرعونِ مصر کی جانب اللہ کے رسول اور کھلی نشانیوں کو جھٹلانے کا انجام

اگلی آیات میں سردارانِ قریش کی مانند فرعون اور اُس کے متکبر حواریوں درباریوں کے احوال سے نصیحت کی گئی ہے جنھوں نے رسولوں کے مقابلے میں بڑی سرکشی دکھائی تھی، مومنین کو درختوں پر سولی دینے اور رسولوں کو قتل کرنے کی دھمکیاں دی تھیں۔ اور اُس کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نہ اُن سے ڈرے اور نہ اپنی بات سے پیچھے ہٹے۔ سردارانِ قریش سے کہا جا رہا ہے کہ رسول اور اِس کتاب سے لڑ کر تم اللہ سے نہیں جیت سکتے۔ اس نبی کی کام یابی ایک اٹل فیصلہ ہے اور

---

۱۰۶ قحط کے باعث لوگ مردار اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہوئے اور اُن کی یہ حالت ہوگئی کہ انھیں آسمان اور زمین کے درمیان دھواں سا نظر آتا تھا، حالاں کہ دھواں نہیں تھا۔ یہ کیفیت بھوک کی شدت کی وجہ سے تھی۔

۱۰۷ اشارہ ہے آٹھ سال بعد یومِ بدر کی طرف، جب قریش کے مظالم کا دنیا میں انتقام لیا گیا، آخرت کی رسوائی باقی ہے۔

اللہ کے فیصلے ناقابلِ تبدیل ہوتے ہیں اور اُن میں غلطی اور خامی کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔

فرعونیوں کو بھی ایسی ہی آزمایشوں سے دوچار ہونا پڑا تھا جس سے اب کفارِ قریش کے سرداروں کو سابقہ پڑا ہے۔ اُن کے پاس بھی ایک اولوالعزم پیغمبر آیا تھا۔ انھوں نے بھی وہ کھلی نشانیاں دیکھ لی تھیں جن سے وہ جان گئے تھے کہ وہ اللہ کا پیغام بر ہے، نشانی پر نشانی [108] دیکھتے چلے گئے مگر اپنی ضد سے باز نہ آئے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ رسول کی جان لینے کے درپے [109] ہو گئے اور اُس کا وہ دردناک انجام دیکھا کہ ہمیشہ کے لیے سامانِ عبرت بن گئے۔ اے قریشیو! تم کیا چاہتے ہو؟

اہلِ مکّہ سنیں! ہم اِن سے پہلے فرعون کی قوم کو دعوتِ حق کو قبول یا رد کر دینے کا موقع دے کر آزمائش میں ڈال چکے ہیں۔ ان کے پاس ایک کریم النفس رسول آیا اور اس نے فرعونیوں سے کہا کہ بنی اسرائیل کو جنھیں تم نے ناروا غلام بنا رکھا ہے میرے حوالے کرو، میں تمھارے پاس بھیجا گیا ایک امانت دار رسول ہوں۔ اللہ کے مقابلے میں بغاوت و سرکشی کا مظاہرہ نہ کرو۔ میں تمھارے سامنے اپنی نبوت کی کھلی نشانی پیش کرتا ہوں اور سنو کسی دھوکے میں نہ رہو، تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، کیوں کہ میں تو اپنے رب کی پناہ لے چکا ہوں وہی تمھارا بھی رب ہے۔ پناہ، اس بات سے کہ تم مجھے ہلاک کر سکو، سو تم ہرگز مجھ پر بالادست نہ ہو سکو گے لہٰذا خبردار! اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھ پر ہاتھ ڈالنے سے باز رہو، مگر اُن کے اطوارِ بد دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا کہ وہ اُس کی مدد کو آ جائے، اِن فرعونیوں کی نیت ٹھیک نہیں یہ لوگ تو مجرم ہیں۔

اُس کی پکار کا جواب دیا گیا، ٹھیک ہے تم راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ۔ ہشیار و تیز قدم رہنا تم لوگوں کا تعاقب ہوگا۔ [ہم تمھیں سمندر میں سے لے جائیں گے اور] تم سمندر کو ساکت چھوڑ دینا [پروانہ کرنا کہ وہ تمھیں پا سکیں گے!] یہ ساری فوج ڈوبنے والی ہے۔ کتنے ہی باغ باغیچے، چشمے، کھیت کھلیان اور شان دار رہائش گاہیں تھیں جو وہ پیچھے چھوڑ گئے۔ کتنے ہی عیش کے سروسامان، جن میں وہ مزے کر رہے تھے ان کے پیچھے یوں ہی ویران رہ گئے۔ یہ ہوا ہمارے رسول کی تکذیب و مخالفت کا انجام اور ہم نے دوسروں کو اُن کی چیزوں کا وارث بنا دیا۔ ایک ہنستی بستی قوم کی اس تباہی و

---

[108] نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی سازشوں کی تفصیل کے لیے دیکھیے اسی کتاب کا صفحہ نمبر ۱۶۹ اور ۱۷۰

[109] فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے ارادے کا ذکر اور پھر ایک مردِ مومن کا اعلانِ ایمان، یہ سب ۴۴ ویں باب میں ذکر ہو چکا ہے۔

بربادی پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین روئی، اور ذرا سی مہلت بھی ان کو نہ دی گئی۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ [مفہوم آیات ۱۷ تا ۲۹]

رسولوں کی دعوت کے جواب میں مجرمین کا رویہ

یوں ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت آمیز عذاب میں مبتلا رکھنے والے فرعون سے نجات دی، وہ سرکشوں میں فی الواقع بڑا سرکش آدمی تھا اور بنی اسرائیل کی حالت جانتے ہوئے ان کو دنیا کی دوسری قوموں پر ترجیح دی[۱۱۰] اور بنی اسرائیل کو ایسی نشانیاں دکھائیں جن میں صریح آزمائش تھی۔

[مفہوم آیات ۳۰ تا ۳۳]

اس کے بعد توجہ دلائی جارہی ہے کہ اے قریش کے لوگو! اللہ جو کائنات کی ہر چیز کا مالک ہے اُسے چھوڑ کر تم اس بنا پر دوسروں کو معبود بنانے پر اصرار کرتے ہو کہ باپ دادا کے وقتوں سے یہی کام ہوتا چلا آرہا ہے۔ اگر تمھارے باپ دادا گم راہ تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ تم بھی گم راہ رہو، تمھیں بس ایک اللہ ہی کی بندگی کرنی چاہیے۔ کفار آخرت کا شدت کے ساتھ انکار کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ: ہم نے کسی کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوتے نہیں دیکھا ہے، تم اگر سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر دکھاؤ۔ اس کے جواب میں اوّلاً یہ بتایا گیا کہ انکارِ آخرت کا عقیدہ افراد اور قوموں کے اخلاق کے لیے ہمیشہ تباہ کن ثابت ہوا ہے۔ ثانیاً یہ کہ یہ کائنات کسی کھلنڈرے کا کھیل تماشا نہیں ہے، بلکہ ایک علیم و حکیم کی ایک بامقصد تخلیق ہے۔ پھر باپ دادا کو زندہ اُٹھانے کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ کام لوگوں کے مطالبہ پر نہیں ہوگا بلکہ ایک وقتِ مقررہ پر ہوگا جب وہ تمام انسانوں کو اپنی عدالت میں حساب کتاب کے لیے جمع کرے گا۔ فکر کرنے والے کو اُس وقتِ مقررہ کی فکر کرنی چاہیے جہاں جب اللہ پکڑے گا تو وہ بے چارہ کسی کے بچائے نہ بچے گا۔

یہ لوگ بڑے اعتماد سے کہتے ہیں [گویا انھیں کچھ علم ہے] کہ ہمیں بس ایک بار موت آئے

---

۱۱۰ اللہ تبارک و تعالیٰ بنی اسرائیل کے اچھے برے اوصاف اور اُس کی دنیا کو سنبھالنے اور زمین پر اعلائے کلمۃ اللہ کا علم اُٹھانے کے لیے استعدادِ کار سے واقف تھا، اس واقفیت اور علم کی بنیاد پر دنیا کی امامت کے لیے اُس کو منتخب کیا گیا۔ یہ کوئی اندھا انتخاب نہیں تھا۔

گی۔اس پہلی موت کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیے جانے والے نہیں ہیں، یہ کہتے ہیں اے محمدؐ اگر تم سچے ہو تو چلو لاؤ زندہ کر کے اٹھالاؤ ہمارے باپ دادا کو تاکہ ہم تمھاری بات کا یقین حاصل کر سکیں۔کیا یہ بہتر ہیں یا تُبّع کی قوم اور وہ لوگ جو اِن سے پہلے گزرے؟ ہم نے اُن کو اِسی لیے تباہ کیا کہ وہ مجرم اسی طرح کی باتیں بنایا کرتے تھے۔

یہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہم نے یوں ہی بے مقصد، کھیل تماشے کے لیے نہیں بنائی ہیں۔ان کو ہم نے ایک مقصد کے تحت پیدا کیا ہے، مگر عوام کی اکثریت جانتی ہی نہیں ہے (یقین نہیں رکھتی) کہ موت کے بعد ان سب کو دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے لیے ہم نے ایک فیصلے کا دن مقرر کیا ہے جسے وقت پر آنا ہے۔اُس دن کوئی قریبی رشتہ دار اپنے کسی انتہائی عزیز کے بھی کام نہ آسکے گا اور کہیں سے انھیں کوئی مدد نہیں پہنچے گی، نہ اُن کو اللہ کے عذاب سے بچایا جا سکے گا، سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم کرے۔بے شک وہی زبردست اور رحم فرمانے والا ہے۔

[مفہوم آیات ۳۴ تا ۴۲]

اہلِ دوزخ اور اہلِ جنت کے دو مختلف انجام

جہنم میں زقُّوم کا درخت گناہ گاروں کا کھانا ہوگا، پٹرولیم آئل کی تلچھٹ کی مانند پیٹ میں اس طرح اُبلے گا اور کھولے گا جیسے جوش کھاتا ہوا پانی۔ان دینِ حق کے انکاریوں، مشرکوں اور نافرمانوں کے لیے حکم ہوگا کہ پکڑو ایک ایک نابکار کو اور جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جاؤ اور اُس کے بیچوں بیچ پھینک دو پھر اِس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کو اُنڈیلو۔کہا جائے گا چکھ اس عذاب کا مزا، دنیا میں تو بڑا ٹھاٹھ باٹھ والا بنا پھرتا تھا، بڑی معزز [قومی اور بین الاقوامی] شخصیت تھی تیری!!! یہ وہی چیز ہے جس کے آنے میں تم لوگوں کو بہت شبہ لاحق تھا، اب دیکھ لینا! اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

[مفہوم آیات ۴۳ تا ۵۰]

اب روئے سخن مؤمنین کی جانب پھر گیا ہے، فرمایا جارہا ہے کہ اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچنے والے وہاں کام یاب قرار پائیں گے اور مقامِ امن میں انھیں رکھا جائے گا۔

اب بات ختم کی جارہی ہے اس بات پر کہ اے اہلِ مکّہ تم کو سمجھانے کے لیے ہم نے اس قرآن کو تمھاری اپنی زبان میں سہل بنا کر نازل کیا ہے اب اگر تم کسی طور سمجھائے نہیں سمجھتے اور انجام بد

دیکھنے پڑ ڈے ہو تو انتظار کرو، نبی ﷺ بھی منتظر ہیں۔

بخلاف اِن دوزخیوں کے، اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچنے والے لوگ مقامِ امن میں ہوں گے۔ چشموں کے ساتھ باغوں میں، حریر و دیبا کے لباس پہنے، آمنے سامنے بڑی شان سے بیٹھیں گے۔ یہ ہوگا اُن کا مقام و مرتبہ! ہم جوڑے بنائیں گے اُن کے آہو چشم حوروں کے ساتھ، اِن جنتوں میں چین و سکون کے ساتھ ہر طرح کے میوے اور لذیذ چیزیں طلب کریں گے۔ وہاں وہ اب موت کا مزا دوبارہ ہر گز نہ چکھیں گے، بس دنیا میں جو موت آنی تھی سو وہ تو آچکی۔ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھا، یہی انسان کی اصلی بڑی کام یابی ہے جس کے لیے اس دنیا میں اُسے اپنی زندگی کھپانی چاہیے! اے نبیؐ، ہم نے اس قرآن کو تمھاری اپنی زبان میں سہل بنا کر نازل کیا ہے، تا کہ یہ لوگ نصیحت و یاد دہانی حاصل کریں تو اب تم بھی انتظار کرو اور یہ تمھیں جھٹلانے والے بھی منتظر رہیں۔

[مفہوم آیات ۵۱ تا ۵۹]
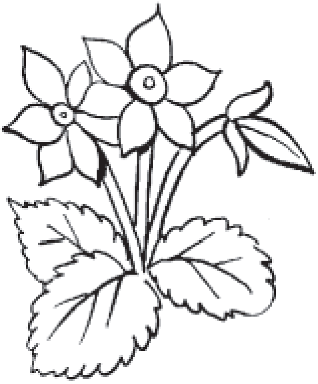
☆☆☆☆